ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب وتدوین: لطف الرحمٰن خان

سُورۃُ النِّساء

آیات ۸۸ تا ۹۰

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ
اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاۗءً
فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ حَتّٰي يُھَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْھُمْ وَاقْتُلُوْھُمْ
حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْھُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَھُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَاۗءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُھُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَھُمْ ۭ وَلَوْ
شَاۗءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَھُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ
فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾

ر ک س

رَکَسَ یَرْکُسُ (ن) رَکْسًا : کسی چیز کو الٹ دینا۔

اَرْکَسَ (افعال) اِرْکَاسًا : کسی چیز کو پہلی حالت کی طرف لوٹا دینا' اوندھا کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب: ''فِئَتَیْنِ'' خبر ہے' اس کا مبتدأ ''تَکُوْنُوْنَ'' محذوف ہے۔ ''فِی الْمُنٰفِقِیْنَ'' متعلق خبر ہے۔ ''فَتَکُوْنُوْنَ'' کی خبر ہونے کی وجہ سے ''سَوَاۗءً'' منصوب ہوا ہے۔ ''مِّیْثَاقٌ'' مبتدأ مؤخر نکرہ ہے۔ اس کی خبر ''مَوْجُوْدٌ'' یا ''قَائِمٌ'' محذوف ہے' جبکہ ''بَیْنَکُمْ وَ بَیْنَھُمْ'' متعلق خبر ہے۔ ''حَصِرَتْ'' کا فاعل ''صُدُوْرُھُمْ'' ہے۔

ترجمہ:

فَمَا لَكُمْ :تو تمہیں کیا ہے
فِئَتَيْنِ :(تم لوگ ہوتے ہو) دو گروہ
اللّٰهُ :اللہ نے
بِمَا :بسبب اس کے جو
اَ :کیا
اَنْ :کہ
مَنْ :اس کو جسے
اللّٰهُ :اللہ نے
يُّضْلِلِ :گمراہ کرتا ہے
فَلَنْ تَجِدَ :تو ہرگز نہیں پائے گا تُو
سَبِيْلًا :کوئی راہ
لَوْ :(کہ) کاش
كَمَا :اس طرح جیسے
فَتَكُوْنُوْنَ :تو تم ہو جاؤ
فَلَا تَتَّخِذُوْا :پس تم مت بناؤ
اَوْلِيَآءَ :کوئی کارساز
يُهَاجِرُوْا :وہ ہجرت کریں
فَاِنْ :پھر اگر
فَخُذُوْهُمْ :تو تم گرفتار کرو ان کو
حَيْثُ :جہاں کہیں
وَلَا تَتَّخِذُوْا :اور مت بناؤ
وَلِيًّا :کوئی کارساز
اِلَّا الَّذِيْنَ :سوائے ان کے جو
اِلٰى قَوْمٍ :ایک ایسی قوم سے
وَبَيْنَهُمْ :اور جن کے درمیان
اَوْ :یا
حَصِرَتْ :گھٹن محسوس کریں

فِي الْمُنٰفِقِيْنَ :منافقوں (کے بارے) میں
وَ :حالانکہ
اَرْكَسَهُمْ :لوٹایا ان کو
كَسَبُوْا :انہوں نے کمایا
تُرِيْدُوْنَ :تم لوگ چاہتے ہو
تَهْدُوْا :تم ہدایت دو
اَضَلَّ :گمراہ کیا
وَمَنْ :اور جسے
اللّٰهُ :اللہ
لَهٗ :اُس کے لیے
وَدُّوْا :انہوں نے چاہا
تَكْفُرُوْنَ :تم کفر کرو
كَفَرُوْا :انہوں نے کفر کیا
سَوَآءً :برابر
مِنْهُمْ :ان میں سے
حَتّٰى :یہاں تک کہ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ :اللہ کی راہ میں
تَوَلَّوْا :وہ منہ موڑیں
وَاقْتُلُوْهُمْ :اور قتل کرو ان کو
وَجَدْتُّمُوْهُمْ :تم پاؤ ان کو
مِنْهُمْ :ان میں سے
وَّلَا نَصِيْرًا :اور نہ ہی کوئی مددگار
يَصِلُوْنَ :تعلق رکھتے ہیں
بَيْنَكُمْ :تمہارے درمیان
مِّيْثَاقٌ :ایک معاہدہ ہے
جَآءُوْكُمْ :وہ آئیں تمہارے پاس
صُدُوْرُهُمْ :جن کے سینے

اَنْ: کہ	یُّقَاتِلُوْکُمْ : وہ جنگ کریں تم سے
اَوْ: یا	یُقَاتِلُوْا: وہ جنگ کریں
قَوْمَھُمْ: اپنی قوم سے	وَلَوْ: اور اگر
شَآءَ : چاہتا	اللّٰہُ: اللہ
لَسَلَّطَھُمْ: تو غلبہ دیتا ان کو	عَلَیْکُمْ :تم پر
فَلَقٰتَلُوْکُمْ: تو وہ ضرور جنگ کرتے تم سے	فَاِنِ: پھر اگر
اعْتَزَلُوْکُمْ : وہ کنارہ کش ہوں تم سے	فَلَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ : پھر جنگ نہ کریں تم سے
وَاَلْقَوْا :اور وہ ڈالیں	اِلَیْکُمُ :تمہاری طرف
السَّلَمَ: صلح	فَمَا جَعَلَ :تو نہیں بنایا
اللّٰہُ :اللہ نے	لَکُمْ:تمہارے لیے
عَلَیْھِمْ :ان پر	سَبِیْلًا: کوئی راستہ

نوٹ ۱: آیت ۸۸ میں کہا گیا ہے کہ جس کو اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے فاعل حقیقی ہونے کے لحاظ سے کہی گئی ہے اور فاعل حقیقی کے مفہوم کی وضاحت البقرۃ:۷ کے نوٹ ۴ میں کی جا چکی ہے۔

نوٹ ۲ : فتح مکّہ سے پہلے تک ہجرت فرض تھی۔ یعنی اُس وقت ہر ایمان لانے والے پر یہ فرض ہو جاتا تھا کہ وہ اپنا قبیلہ اور گھر بار چھوڑ کر مدینہ میں آ کر آباد ہو۔ اگر کچھ لوگ خواہش کے باوجود ہجرت کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے، تو انہیں مُستضعَفین قرار دے دیا گیا۔ ان کا ذکر آگے آیت ۹۸ میں آیا ہے۔ لیکن اگر کوئی قدرت رکھنے کے باوجود ہجرت نہیں کرتا تھا تو اسے منافق قرار دیا گیا اور ان کے لیے حکم تھا کہ انہیں گرفتار کر کے قتل کیا جائے۔ البتہ اس حکم سے وہ لوگ مستثنیٰ تھے جن کی وضاحت اگلی آیت میں کی گئی ہے۔

نوٹ ۳ : رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ فتح مکّہ کے بعد ہجرت نہیں ہے (معارف القرآن)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فتح مکّہ کے بعد دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف ترکِ وطن کرنا فرض نہیں رہا، البتہ اللہ کی رضا جوئی کی نیت سے اگر اب بھی کوئی ترکِ وطن کرتا ہے تو اسے ہجرت کا ثواب ملے گا۔ جیسے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ہارنے کے بعد بہت سے مسلمان مختلف مسلم ممالک کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ لیکن جنہوں نے ہجرت نہیں کی ان کو نہ تو منافق قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی وہ واجب القتل ہیں۔ البتہ دار الکفر میں رہنے کی وجہ سے اسلام پر عمل کرنے میں ان سے جو کمی یا کوتاہی ہوئی، اس کے لیے حکمرانوں کے جبر اور ملکی حالات کا عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس کی وضاحت آگے آیت ۹۷ میں کی گئی ہے۔

آج کل اوّل تو کسی حقیقی دار الاسلام کا دنیا میں وجود نہیں ہے اور اگر کچھ نیم دار الاسلام ہیں بھی تو انہوں نے ویزا وغیرہ کی پابندیاں لگا کر تارکین وطن کے لیے اپنے دروازے بند کر رکھے ہیں۔ اس لیے غالب امکان یہی ہے کہ ہم لوگوں سے شاید ملکی حالات کا عذر قبول کر لیا جائے، لیکن اب ہم لوگوں سے یہ ضرور پوچھا جائے گا

کہ اپنے احوال اور صلاحیتوں کے مطابق غلبۂ اسلام کے جہاد میں کتنا حصہ لیا تھا؟ اگر اس کا جواب تسلی بخش نہ ہوا تو پھر آیت ۹۷ میں جو وعید ہے‘ شاید ہم بھی اس کے مستحق قرار دے دیے جائیں۔

نوٹ ٤ : اسلام کے مخالفین کو قتل کرنے کا حکم اس سے پہلے البقرۃ:۱۹۱ میں بھی آیا ہے اور اب آیات زیر مطالعہ میں آیا ہے۔ ان کے تقابلی مطالعہ سے ایک اہم بات سامنے آتی ہے‘ اسے سمجھ لیں۔ آیت ۱۹۱ کا حکم کافر حربی قوم کے ایسے افراد کے لیے ہے جو جنگ میں شریک ہوں۔ ایسے لوگوں کے لیے حکم ہے کہ وہ جہاں بھی ملیں ان کو قتل کر دو۔ جبکہ آیات زیر مطالعہ کا حکم ایسے منافقین کے لیے تھا جنہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد ہجرت نہیں کی۔ ان کے لیے یہ نہیں کہا گیا کہ وہ جہاں بھی ملیں ان کو قتل کر دو‘ بلکہ یہ کہا گیا کہ وہ جہاں بھی ملیں انہیں پہلے گرفتار کرو پھر قتل کرو۔ کیونکہ یہ بات تحقیق طلب ہے کہ وہ آیت ۹۰ کے تحت استثناء یا آیت ۹۸ کے تحت مستضعفین میں سے تو نہیں ہیں۔ اور اس کے فیصلے کا اختیار مرکز کے پاس تھا۔ اس لیے عام مسلمانوں کا کام یہ تھا کہ وہ انہیں گرفتار کر کے مرکز کے حوالے کر دیں۔ پھر مرکز اگر فیصلہ کرے تو ان کو قتل کیا جائے۔

اس سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام مسلمانوں کو نظم وضبط کا پابند کرتا ہے۔ انارکی کی روش اختیار کرنا اسلام کے خلاف ہے۔ اس سے نیکی برباد اور گناہ لازم ہو جاتا ہے۔

آیت ۹۱

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝

ترکیب : ’’سَتَجِدُوْنَ‘‘ کا مفعول ’’اٰخَرِيْنَ‘‘ ہے۔ ’’يُرِيْدُوْنَ‘‘ کا فاعل اس میں ’’هُمْ‘‘ کی ضمیر ہے جو ’’اٰخَرِيْنَ‘‘ کے لیے ہے۔ ’’رُدُّوْا‘‘ اور ’’اُرْكِسُوْا‘‘ ماضی مجہول ہیں لیکن ’’كُلَّمَا‘‘ شرطیہ کی وجہ سے ان کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ ’’لَمْ‘‘ پر عطف ہونے کی وجہ سے ’’يُلْقُوْا‘‘ اور ’’يَكُفُّوْا‘‘ مجزوم ہوئے ہیں۔ ترجمہ میں اس کو ظاہر کرنا ہوگا۔

ترجمہ:

سَتَجِدُوْنَ: عنقریب تم پاؤ گے	اٰخَرِيْنَ: دوسروں کو
يُرِيْدُوْنَ: وہ چاہتے ہیں	اَنْ: کہ
يَّاْمَنُوْكُمْ: امن میں ہوں تم سے	وَيَاْمَنُوْا: اور امن میں ہوں
قَوْمَهُمْ: اپنی قوم سے	كُلَّمَا: جب بھی
رُدُّوْٓا: وہ لوٹائے جاتے ہیں	اِلَى الْفِتْنَةِ: آزمائش کی طرف
اُرْكِسُوْا: تو وہ اوندھے کیے جاتے ہیں	فِيْهَا: اس میں

فَاِنْ: پھر اگر	لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ: وہ کنارہ کش نہ ہوں تم سے
وَيُلْقُوْٓا: اور نہ ڈالیں	اِلَيْكُمُ: تمہاری طرف
السَّلَمَ: صلح	وَيَكُفُّوْٓا: اور نہ روکیں
اَيْدِيَهُمْ: اپنے ہاتھوں کو	فَخُذُوْهُمْ: تو تم گرفتار کرو ان کو
وَاقْتُلُوْهُمْ: اور قتل کرو ان کو	حَيْثُ: جہاں بھی
ثَقِفْتُمُوْهُمْ: تم پاؤ ان کو	وَاُولٰٓئِكُمْ: اور یہ لوگ ہیں
جَعَلْنَا: ہم نے بنائی	لَكُمْ: تمہارے لیے
عَلَيْهِمْ: جن پر	سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا: ایک واضح دلیل

نوٹ: یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان کا اقرار کر کے مسلمانوں میں شامل ہو جاتے تھے لیکن رہن سہن اپنے قبیلے کے ساتھ رکھتے تھے۔ جب کبھی ان کے قبیلے اور مسلمانوں کے درمیان کوئی کشمکش ہوتی تھی تو قبائلی دباؤ کے تحت مسلمانوں کے خلاف کارروائی میں حصہ لیتے تھے۔

آیات ۹۲۔۹۳

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَھُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَھْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِــيْمًا حَكِـيْمًا ۝ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْھَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝

و د ی

وَدٰی يَدِی (ض) وَدْيًا: کسی چیز کا بہنا۔

دِيَةٌ: خون بہا ادا کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

وَادٍ ج اَوْدِيَةٌ: دو ٹیلوں یا پہاڑوں کے درمیان کا نشیبی علاقہ جہاں بارش کا پانی بہتا ہے، وادی۔ ﴿حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ﴾ (النمل:۱۸) ''یہاں تک کہ جب وہ پہنچے چیونٹیوں کی وادی پر۔'' ﴿اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ﴾ (الرعد:۱۷) ''اس نے اتارا آسمان سے کچھ پانی تو بہہ نکلیں وادیاں۔''

ع م د

عَمَدَ يَعْمِدُ (ض) عَمْدًا: (۱) قصد کرنا، ارادہ کرنا (۲) سہارا دینا، ستون لگانا۔

عِمَادٌ (اسم جنس، واحد عِمَادَةٌ اور جمع عَمَدٌ): جس کا سہارا لیا جائے، ستون۔ ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ

رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الۡعِمَادِ ۝﴾ (الفجر) ''کیا تو نے دیکھا نہیں کیسا کیا تیرے رب نے (قوم) عاد کے ساتھ (رہنے والے) ارم کے' ستونوں والے۔'' ﴿اَللّٰهُ الَّذِیۡ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیۡرِ عَمَدٍ﴾ (الرعد:۲) ''اللہ وہ ہے جس نے بلند کیا آسمانوں کو ستونوں کے بغیر۔''

تَعَمَّدَ (تفعل) تَعَمُّدًا : بتکلف قصد کرنا' پختہ ارادہ کرنا۔ ﴿وَلٰکِنۡ مَّا تَعَمَّدَتۡ قُلُوۡبُکُمۡ﴾ (الاحزاب:۵) ''اور لیکن وہ جس کا پختہ ارادہ کیا تمہارے دلوں نے۔''

مُتَعَمِّدٌ (اسم الفاعل) : پختہ ارادہ کرنے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب : ''یَقۡتُلَ'' اور ''قَتَلَ'' کے مفعول ''مُؤۡمِنًا'' ہیں اور ''خَطَـًٔا'' حال ہیں۔ ''فَتَحۡرِیۡرُ'' مضاف ''رَقَبَۃٍ'' مضاف الیہ اور ''مُّؤۡمِنَۃٍ'' اس کی صفت ہے۔ یہ پورا مرکب اضافی مبتدأ ہے اور اس کی خبر محذوف ہے جو ''ثَابِتٌ'' یا ''وَاجِبٌ'' ہوسکتی ہے۔ ''دِیَۃٌ مُّسَلَّمَۃٌ'' مرکب توصیفی ہے اور مبتدأ نکرہ ہے۔ اس کی بھی خبر محذوف ہے۔ ''اِلٰۤی اَهۡلِهٖۤ'' قائم مقام خبر ہے۔ ''یَّصَّدَّقُوۡا'' باب تفعل سے ہے۔ اس کا فاعل اس میں ''هُمۡ'' کی ضمیر ہے جو ''اَهۡلِهٖۤ'' کے لیے ہے۔ ''مَنۡ یَّقۡتُلۡ'' کا مفعول ''مُؤۡمِنًا'' ہے جبکہ ''مُتَعَمِّدًا'' حال ہے۔

ترجمہ:

وَمَا کَانَ: اور نہیں ہے (روا)
لِمُؤۡمِنٍ : کسی مؤمن کے لیے
اَنۡ : کہ
یَّقۡتُلَ: وہ قتل کرے
مُؤۡمِنًا : کسی مؤمن کو
اِلَّا: مگر
خَطَـًٔا : غلطی سے
وَمَنۡ : اور جس نے
قَتَلَ: قتل کیا
مُؤۡمِنًا: کسی مؤمن کو
خَطَـًٔا: غلطی سے
فَتَحۡرِیۡرُ رَقَبَۃٍ مُّؤۡمِنَۃٍ : تو کسی مؤمن گردن کا آزاد کرنا ہے
وَّدِیَۃٌ مُّسَلَّمَۃٌ: اور سپرد کیا ہوا خون بہا ہے
اِلٰۤی اَهۡلِهٖۤ : اس کے گھر والوں کی طرف
اِلَّاۤ اَنۡ : سوائے اس کے کہ
یَّصَّدَّقُوۡا : وہ اپنا حق چھوڑ دیں
فَاِنۡ کَانَ : پھر اگر وہ تھا
مِنۡ قَوۡمٍ عَدُوٍّ لَّکُمۡ: تمہاری دشمن قوم میں سے
وَهُوَ : اور وہ
مُؤۡمِنٌ : مؤمن ہو
فَتَحۡرِیۡرُ رَقَبَۃٍ مُّؤۡمِنَۃٍ: تو کسی مؤمن گردن کا آزاد کرنا ہے
وَاِنۡ کَانَ : اور اگر وہ تھا
مِنۡ قَوۡمٍ : ایک ایسی قوم سے
بَیۡنَکُمۡ: تمہارے درمیان
وَبَیۡنَهُمۡ : اور جن کے درمیان
مِّیۡثَاقٌ: کوئی معاہدہ ہے
فَدِیَۃٌ مُّسَلَّمَۃٌ: تو سپرد کیا ہوا خون بہا ہے
اِلٰۤی اَهۡلِهٖ : اس کے گھر والوں کی طرف

وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ: اور کسی مؤمن گردن کا آزاد کرنا ہے
فَمَنْ: پھر جو

لَّمْ يَجِدْ: نہ پائے (اس کو)
فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ: تو لگاتار دو مہینے کے روزے ہیں

تَوْبَةً: توبہ کرتے ہوئے
مِّنَ اللّٰهِ: اللہ سے

وَكَانَ اللّٰهُ: اور اللہ ہے
عَلِيْمًا: جاننے والا

حَكِيْمًا: حکمت والا
وَمَنْ: اور جو

يَّقْتُلْ: قتل کرتا ہے
مُؤْمِنًا: کسی مؤمن کو

مُّتَعَمِّدًا: قصداً
فَجَزَآؤُهٗ: تو اس کی سزا

جَهَنَّمُ: جہنم ہے
خَالِدًا: ہمیشہ رہنے والا ہوتے ہوئے

فِيْهَا: اس میں
وَغَضِبَ: اور غضب کیا

اللّٰهُ: اللہ نے
عَلَيْهِ: اس پر

وَلَعَنَهٗ: اور اُس نے لعنت کی اس پر
وَاَعَدَّ: اور اُس نے تیار کیا

لَهٗ: اس کے لیے
عَذَابًا عَظِيْمًا: ایک بڑا عذاب

نوٹ: اب ایسے مسلمانوں کا ذکر ہے جو یا تو دارالاسلام کے باشندے ہوں، یا اگر دارالحرب یا دارالکفر میں ہوں تو دشمنانِ اسلام کی کارروائیوں میں ان کی شرکت کا کوئی ثبوت نہ ہو۔ ایسا کوئی مسلمان نادانستگی میں کسی مسلمان کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے تو قاتل کو ایک غلام آزاد کرنا ہوگا اور خون بہا ادا کرنا ہوگا۔ اور اگر مقتول ایسی قوم کا فرد تھا جس کے خلاف اعلانِ جنگ ہو چکا ہے، یعنی دارالحرب کا باشندہ تھا تو پھر صرف غلام آزاد کرنا ہوگا۔ (تفہیم القرآن)

لیکن اگر یہ قتل عمداً کیا گیا ہے تو پھر قاتل کی سزا ہمیشگی کی دوزخ ہے۔ یعنی وہ ان مسلمانوں میں شامل نہیں ہوگا جو اپنے گناہوں کے مطابق سزا بھگتنے کے بعد دوزخ سے نکال کر جنت میں پہنچا دیے جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے، اس پر لعنت کرتا ہے اور اس کے لیے ایک عظیم عذاب اس نے تیار کر رکھا ہے۔

یہ بات ذہن میں واضح کر لیجیے کہ فقہ یا مسلک کے اختلاف کی بنیاد پر ایک دوسرے کو کافر کہنے سے کوئی کافر نہیں ہوتا، سب مسلمان رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام اس قسم کی پریکٹس کو قطعی طور پر ناپسندیدہ قرار دیتا ہے اور اس بنیاد پر کسی کو قتل کرنے والا ایک مسلمان کا قاتل ہوتا ہے۔

آیات ۹۴ تا ۹۶

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ

لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۘ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ
قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۞ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ
الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ
وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۞ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۞

غَنِمَ يَغْنَمُ (س) غُنْمًا : کہیں سے بکریوں کا ہاتھ لگ جانا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ ہر ایسے مال کے لیے آتا ہے جو دشمن سے حاصل کیا جائے۔ مالِ غنیمت حاصل کرنا۔ ﴿فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا﴾ (الانفال:٦٩) ''تو تم لوگ کھاؤ اس میں سے جو مالِ غنیمت تم نے حاصل کیا حلال ہوتے ہوئے اور پاکیزہ ہوتے ہوئے۔''

مَغْنَمٌ ج مَغَانِمُ (اسم ذات) : مالِ غنیمت۔ آیت زیر مطالعہ۔

غَنَمٌ (اسم جنس) : بکریاں۔ ﴿وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ﴾ (طٰهٰ:١٨) ''اور میں پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر۔''

ترجمہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ : اے لوگو جو — اٰمَنُوْٓا : ایمان لائے
اِذَا : جب بھی — ضَرَبْتُمْ : تم نکلو
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ : اللہ کی راہ میں — فَتَبَيَّنُوْا : تو تحقیق کر لیا کرو
وَلَا تَقُوْلُوْا : اور تم مت کہو — لِمَنْ : اس کے لیے جس نے
اَلْقٰۤى : ڈالا — اِلَيْكُمُ : تمہاری طرف
السَّلٰمَ : سلام — لَسْتَ : کہ تو نہیں ہے
مُؤْمِنًا : مؤمن — تَبْتَغُوْنَ : تم جستجو کرتے ہو
عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا : دُنیوی زندگی کے عارضی سامان کی — فَعِنْدَ اللّٰهِ : تو اللہ کے پاس ہی
مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ : کثیر مالِ غنیمت ہیں — كَذٰلِكَ : اُس کی مانند
كُنْتُمْ : تم تھے — مِّنْ قَبْلُ : اس سے پہلے
فَمَنَّ : پھر احسان کیا — اللّٰهُ : اللہ نے
عَلَيْكُمْ : تم پر — فَتَبَيَّنُوْا : پس تم تحقیق کر لیا کرو
اِنَّ اللّٰهَ : یقیناً اللہ — كَانَ : ہے

بِمَا : اس سے جو	تَعْمَلُوْنَ : تم کرتے ہو
خَبِيْرًا : باخبر	لَا يَسْتَوِي : برابر نہیں ہوتے
الْقٰعِدُوْنَ : بیٹھنے والے	مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ : مؤمنوں میں سے
غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ : جو بغیر تکلیف والے ہوں	وَالْمُجٰهِدُوْنَ : اور جہاد کرنے والے
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ : اللہ کی راہ میں	بِاَمْوَالِهِمْ : اپنے اموال سے
وَاَنْفُسِهِمْ : اور اپنی جانوں سے	فَضَّلَ : زیادہ بلند کیا
اللّٰهُ : اللہ نے	الْمُجٰهِدِيْنَ : جہاد کرنے والوں کو
بِاَمْوَالِهِمْ : اپنے اموال سے	وَاَنْفُسِهِمْ : اور اپنی جانوں سے
عَلَى الْقٰعِدِيْنَ : بیٹھ جانے والوں پر	دَرَجَةً : درجے کے لحاظ سے
وَكُلًّا : اور سب سے	وَّعَدَ : وعدہ کیا
اللّٰهُ : اللہ نے	الْحُسْنٰى : خوبصورت
وَفَضَّلَ : اور زیادہ کیا	اللّٰهُ : اللہ نے
الْمُجٰهِدِيْنَ : جہاد کرنے والوں کو	عَلَى الْقٰعِدِيْنَ : بیٹھ جانے والوں پر
اَجْرًا عَظِيْمًا : ایک شاندار اجر کے لحاظ سے	دَرَجٰتٍ : درجات ہوتے ہوئے
مِّنْهُ : اس (کی طرف) سے	وَمَغْفِرَةً : اور مغفرت ہوتے ہوئے
وَّرَحْمَةً : اور رحمت ہوتے ہوئے	وَكَانَ : اور ہے
اللّٰهُ : اللہ	غَفُوْرًا : بے انتہا بخشنے والا
رَّحِيْمًا : ہر حال میں رحم کرنے والا	

نوٹ ۱: جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو‘ تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کو مسلمان سمجھیں۔ اگر وہ نماز نہیں پڑھتا‘ روزہ نہیں رکھتا اور ہر قسم کے گناہوں میں ملوث ہے‘ پھر بھی اس کو اسلام سے خارج کہنے یا اس کے ساتھ کافروں کا معاملہ کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے جب تک اس سے کسی ایسے قول و فعل کا صدور نہ ہو جو کفر کی یقینی علامت ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ ۲ : اگر ایک مسلمان حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حتی المقدور ادائیگی کرتا ہے لیکن اللہ کے دین کی نشر و اشاعت‘ دعوت و تبلیغ اور سر بلندی کی جدوجہد میں حصہ نہیں لیتا‘ تو اس کوتاہی کی وجہ سے وہ دنیا میں فاسق یا مردود نہیں ہو جاتا بلکہ ایک اچھا مؤمن ہی رہتا ہے۔ البتہ جنت کی سوسائٹی میں‘ مذکورہ جِدّوجُہد میں حصہ لینے والوں کے مقابلہ میں اس کا رتبہ (status) کمتر ہو گا۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ جہاد (قتال) فرضِ کفایہ ہے‘ فرضِ عین نہیں ہے۔ یعنی اگر مسلمانوں کی کافی تعداد وقت کی ضرورت کے مطابق جہاد کرتی رہے‘ تو جہاد نہ کرنے والوں پر کوئی گناہ نہیں ورنہ سب گنہگار رہوں گے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

آیات ۹۷ تا ۱۰۰

?? ??? ?? ?? ?? ?? ??? ? ?Ë ??? ? Â ? ??ÌªË ??? ?? ? ?Ìÿ ?? ??? ????

?Ë ??? ??? ?Ë ???? Ç??Đ ?? ?? ? ???? ???? ?????? ? ?? ? ?? ?? Ž??

??Đ ??? ? ?? ?? ? ?Ë ??? ?? ?? ?Ë?? ?? Š? ? Ÿ ?? ? ? ??Ìª ú? ?? ??Ë

?? ?? ? ? ??? ?? ?? ?ÇÀ? ? ?Å? ??? ? ?? ??? ? ??Ë ??? ?? ?Ë? Î??

رغم

رَغِمَ ۔ یَرْغَمُ (س) رَغْمًا :(۱) ذلیل ہونا۔ (۲) رَغِمَ اِلٰی کسی کے پاس جانا۔

رَاغَمَ (مفاعلہ) مُرَاغَمَۃً :(۱) ایک دوسرے کو ذلیل کرنا۔ (۲) ایک دوسرے کے پاس جانا۔

مُرَاغَمٌ (اسم المفعول) :ظرف کے معنی میں جانے کی جگہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

وقع

وَقَعَ یَقَعُ (ف) وُقُوْعًا اور وَقْعَۃً :(۱) گر پڑنا۔ (۲) ہو پڑنا' واقع ہونا۔ (۳) ثابت ہونا' لازم ہونا۔ ﴿وَیُمْسِکُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ﴾ (الحج:۶۵) ''اور وہ تھامتا ہے آسمان کو کہ کہیں وہ گر پڑے زمین پر۔'' ﴿وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْھِمْ بِمَا ظَلَمُوْا﴾ (النمل:۸۵) ''اور ثابت ہوئی بات ان لوگوں پر بسبب اس کے جو انہوں نے ظلم کیا۔''

قَعْ (فعل امر) :تو گر پڑ' تو واقع ہو۔ ﴿فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ ﴿۲۹﴾﴾ (الحجر) ''تو تم لوگ گر پڑنا اس کے لیے سجدہ کرنے والوں کی حالت میں۔''

وَاقِعٌ (اسم الفاعل) :گر پڑنے والا' واقع ہونے والا۔ ﴿وَظَنُّوْٓا اَنَّہٗ وَاقِعٌۢ بِھِمْ﴾ (الاعراف:۱۷۱) ''اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ (یعنی پہاڑ) گر پڑنے والا ہے ان پر۔'' ﴿وَاِنَّ الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۶﴾﴾ (الذّٰریٰت) ''اور یقیناً بدلہ (یعنی بدلے کا دن) ضرور واقع ہونے والا ہے۔''

مَوْقَعٌ ج مَوَاقِعُ (اسم الظرف) :گر پڑنے کی جگہ۔ ﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾﴾ (الواقعہ) ''پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے گر پڑنے (یعنی ڈوبنے) کی جگہوں کی۔''

وَاقَعَ (مفاعلہ) مُوَاقَعَۃً :کسی چیز میں گرنا۔

مُوَاقِعٌ (اسم الفاعل) :گرنے والا۔ ﴿وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ مُّوَاقِعُوْھَا﴾ (الکہف:۵۳) ''اور دیکھیں کہ مجرم لوگ آگ کو تو وہ گمان کریں گے کہ وہ گرنے والے ہیں اس میں۔''

ترکیب :''ظَالِمِیْ'' دراصل ''ظَالِمِیْنَ'' تھا جو ''اَلَّذِیْنَ'' کا حال ہونے کی وجہ سے حالتِ نصبی میں ہے اور

''اَنْفُسِهِمْ'' کا مضاف ہونے کی وجہ سے اس کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ ''کُنَّا'' کا اسم اس میں ''نَحْنُ'' کی ضمیر ہے اور ''مُسْتَضْعَفِیْنَ'' اس کی خبر ہے۔ ''تَکُنْ'' کا اسم ''اَرْضُ اللّٰهِ'' اور ''وَاسِعَةً'' اس کی خبر ہے۔ ''اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ'' استثناء ہے ''کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ'' سے اور اس کی مزید وضاحت ''مِنَ الرِّجَالِ'' کے ''مِنْ'' بیانیہ سے ہوئی ہے۔ ''یَجِدْ'' جوابِ شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے اور مرکب توصیفی ''مُرٰغَمًا کَثِیْرًا'' اس کا مفعول ہے' جبکہ ''سَعَةً'' ''مُرٰغَمًا'' پر عطف ہے۔

ترجمہ:

اِنَّ الَّذِیْنَ: بے شک وہ لوگ	تَوَفّٰىهُمُ: پورا پورا لیتے ہیں جن کو (یعنی روح قبض کرتے ہیں)
الْمَلٰٓئِكَةُ: فرشتے	ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ: خود پر ظلم کرنے والے ہوتے ہوئے
قَالُوْا: وہ کہتے ہیں	فِیْمَ: کس چیز میں
کُنْتُمْ: تم تھے	قَالُوْا: وہ کہتے ہیں
کُنَّا: ہم	مُسْتَضْعَفِیْنَ: کمزور تھے
فِی الْاَرْضِ: زمین میں	قَالُوْٓا: وہ (فرشتے) کہتے ہیں
اَ: کیا	لَمْ تَکُنْ: نہیں تھی
اَرْضُ اللّٰهِ: اللہ کی زمین	وَاسِعَةً: کشادہ
فَتُهَاجِرُوْا: تو تم ہجرت کرتے	فِیْهَا: اس میں
فَاُولٰٓئِكَ: پس وہ لوگ ہیں	مَاْوٰىهُمْ: جن کا ٹھکانہ
جَهَنَّمُ: جہنم ہے	وَسَآءَتْ: اور کتنی بری ہے وہ
مَصِیْرًا: لوٹنے کی جگہ	اِلَّا: سوائے اس کے کہ
الْمُسْتَضْعَفِیْنَ: کمزور ہوں	مِنَ الرِّجَالِ: مردوں میں سے
وَالنِّسَآءِ: اور عورتوں میں سے	وَالْوِلْدَانِ: اور بچوں میں سے
لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ: وہ استطاعت نہ رکھتے ہوں	حِیْلَةً: کسی تدبیر کی
وَّلَا یَهْتَدُوْنَ: اور وہ نہ پاتے ہوں	سَبِیْلًا: کوئی راستہ
فَاُولٰٓئِكَ: تو وہ لوگ ہیں	عَسَی اللّٰهُ اَنْ: امید ہے کہ اللہ
یَّعْفُوَ: درگزر کرے	عَنْهُمْ: جن سے
وَکَانَ: اور ہے	اللّٰهُ: اللہ
عَفُوًّا: بے انتہا درگزر کرنے والا	غَفُوْرًا: بے انتہا بخشنے والا

وَمَنْ يُّهَاجِرْ: اور جو ہجرت کرے گا — فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ: اللہ کی راہ میں

يَجِدْ: تو وہ پائے گا — فِي الْاَرْضِ: زمین میں

مُرٰغَمًا كَثِيْرًا: جانے کی کثیر جگہیں — وَّ: اور

سَعَةً: کشادگی — وَمَنْ: اور جو

يَّخْرُجْ: نکلتا ہے — مِنْ بَيْتِهٖ: اپنے گھر سے

مُهَاجِرًا: ہجرت کرنے والا ہوتے ہوئے — اِلَى اللّٰهِ: اللہ کی طرف

وَرَسُوْلِهٖ: اور اس کے رسول کی طرف — ثُمَّ: پھر

يُدْرِكْهُ: آلیتی ہے اس کو — الْمَوْتُ: موت

فَقَدْ وَقَعَ: تو واقع ہو چکا ہے — اَجْرُهٗ: اس کا اجر

عَلَى اللّٰهِ: اللہ پر — وَكَانَ: اور ہے

اللّٰهُ: اللہ — غَفُوْرًا: بے انتہا بخشنے والا

رَّحِيْمًا: ہر حال میں رحم کرنے والا

آیات ۱۰۱ تا ۱۰۴

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ
طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۣ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَاۗىِٕكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَاۗىِٕفَةٌ
اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ
عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى
مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا
مُّهِيْنًا ۝ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَاۗءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا
تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

ق ص ر

قَصَرَ يَقْصُرُ (ن) قُصُوْرًا : (۱) ناقص ہونا، سست ہونا (لازم)۔ (۲) ناقص کرنا، نیچا رکھنا، کمی کرنا (متعدی)۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

قَاصِرٌ (اسم الفاعل) : نیچا رکھنے والا، کمی کرنے والا۔ ﴿وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ﴾ (صٓ:۵۲) ''اور ان کے پاس نگاہ نیچی رکھنے والیاں ہیں۔''

قَصَرَ یَقۡصِرُ (ض) قَصۡرًا : (۱) درودیوار مضبوط کرنا۔(۲) رہائش دینا۔

قَصۡرٌ ج قُصُوۡرٌ: محل۔﴿اِنَّهَا تَرۡمِیۡ بِشَرَرٍ كَالۡقَصۡرِ﴾ (المرسلت) ''بے شک وہ (دوزخ) پھینکے گی چنگاریاں محل کی مانند۔''﴿وَیَجۡعَلۡ لَّكَ قُصُوۡرًا﴾ (الفرقان) ''اور وہ بنائے گا آپؐ کے لیے محلات۔''

مَقۡصُوۡرٌ (اسم المفعول): رہائش دیا ہوا۔ ﴿حُوۡرٌ مَّقۡصُوۡرٰتٌ فِی الۡخِیَامِ﴾ (الرحمٰن) ''رہائش دی ہوئی حوریں ہیں خیموں میں۔''

اَقۡصَرَ (افعال) اِقۡصَارًا: گھٹانا' کم کرنا۔﴿یَمُدُّوۡنَهُمۡ فِی الۡغَیِّ ثُمَّ لَا یُقۡصِرُوۡنَ﴾ (الاعراف) ''وہ بڑھاتے ہیں ان کی گمراہی میں پھر گھٹاتے نہیں۔''

قَصَّرَ (تفعیل) تَقۡصِیۡرًا :کم کرنا' تراشنا۔

مُقَصِّرٌ (اسم الفاعل) : تراشنے والا۔﴿مُحَلِّقِیۡنَ رُءُوۡسَكُمۡ وَمُقَصِّرِیۡنَ﴾ (الفتح:۲۷) ''مونڈنے والے اپنے سروں کو اور تراشنے والے۔''

س ل ح

سَلَحَ یَسۡلَحُ (ف) سَلۡحًا :ہتھیار پہننا' ہتھیار لگانا (اپنے آپ پر)۔

سِلَاحٌ ج اَسۡلِحَةٌ (اسم ذات) :ہتھیار۔ آیت زیر مطالعہ۔

م ط ر

مَطَرَ یَمۡطُرُ (ن) مَطۡرًا :آسمان سے کسی چیز کا برسنا' جیسے بارش' اولے' پتھر وغیرہ۔

مَطَرٌ (اسم ذات) :برسنے والی چیز' بارش۔ آیت زیر مطالعہ۔

اَمۡطَرَ (افعال) اِمۡطَارًا :آسمان سے کسی چیز کو برسانا۔﴿وَاَمۡطَرۡنَا عَلَیۡهِمۡ مَّطَرًا﴾ (الاعراف:۸۴) ''اور ہم نے برسائی ان پر ایک برسنے والی چیز۔''

اَمۡطِرۡ (فعل امر) :تو برسا۔﴿فَاَمۡطِرۡ عَلَیۡنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ﴾ (الانفال:۳۲) ''پھر تو برسا ہم پر کچھ پتھر آسمان سے۔''

مُمۡطِرٌ (اسم الفاعل) :برسانے والا۔﴿هٰذَا عَارِضٌ مُّمۡطِرُنَا﴾ (الاحقاف:۲۴) ''یہ ایک بادل ہے ہم پر برسانے والا ہے۔''

ترکیب:''جُنَاحٌ'' مبتدأ مؤخر نکرہ ہے اور ''لَیۡسَ'' کا اسم ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے اور ''عَلَیۡكُمۡ'' قائم مقام خبر ہے۔''اِنَّ'' کا اسم ''الۡكٰفِرِیۡنَ'' اور آگے ''كَانُوۡا'' سے ''مُبِیۡنًا'' تک پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ ''كَانُوۡا'' کا اسم اس میں ''هُمۡ'' کی ضمیر ہے جو ''الۡكٰفِرِیۡنَ'' کے لیے ہے۔ ''عَدُوًّا مُّبِیۡنًا'' اس کی خبر ہے۔ ''كُنۡتَ'' اور ''اَقَمۡتَ'' افعال ماضی ہیں لیکن ان سے پہلے ''اِذَا'' شرطیہ آیا ہے اس لیے ان کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔''طَآئِفَةٌ اُخۡرٰی'' نکرہ مخصوصہ ہے اور ''لَمۡ یُصَلُّوۡا'' اس کی خصوصیت ہے۔''قِیٰمًا' قُعُوۡدًا'' اور ''عَلٰی جُنُوۡبِكُمۡ'' یہ تینوں حال ہیں۔''اِنَّ الصَّلٰوةَ'' سے ''مَّوۡقُوۡتًا'' تک کے جملے کی بھی وہی ترکیب ہے جو اوپر ''اِنَّ الۡكٰفِرِیۡنَ'' سے ''مُبِیۡنًا'' تک کے جملے کی دی گئی ہے۔

ترجمہ:

وَاِذَا :اور جب کبھی	ضَرَبْتُمْ :تم سفر کرو
فِی الْاَرْضِ :زمین میں	فَلَيْسَ :تو نہیں ہے
عَلَيْكُمْ :تم پر	جُنَاحٌ :کوئی گناہ
اَنْ :کہ	تَقْصُرُوْا :تم کمی کرو
مِنَ الصَّلٰوةِ :نماز میں سے	اِنْ :اگر
خِفْتُمْ :تمہیں خوف ہو	اَنْ :کہ
يَّفْتِنَكُمُ :تمہیں تکلیف دیں گے	الَّذِيْنَ :وہ لوگ جنہوں نے
كَفَرُوْا :کفر کیا	اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ :یقیناً کافر
كَانُوْا :ہیں	لَكُمْ :تمہارے لیے
عَدُوًّا مُّبِيْنًا: کھلے دشمن	وَاِذَا:اور جب کبھی
كُنْتَ :آپ ہوں گے	فِيْهِمْ :ان میں
فَاَقَمْتَ:تو آپ قائم کریں گے	لَهُمُ :ان کے لیے
الصَّلٰوةَ:نماز کو	فَلْتَقُمْ :پس چاہیے کہ کھڑی ہو
طَآئِفَةٌ :ایک جماعت	مِّنْهُمْ :ان میں سے
مَّعَكَ:آپ کے ساتھ	وَلْيَاْخُذُوْٓا :اور چاہیے کہ وہ پکڑیں
اَسْلِحَتَهُمْ :اپنے اسلحے	فَاِذَا: پھر جب
سَجَدُوْا:وہ سجدہ کرلیں	فَلْيَكُوْنُوْا :تو چاہیے کہ وہ ہو جائیں
مِنْ وَّرَآئِكُمْ:تمہارے پیچھے	وَلْتَاْتِ :اور چاہیے کہ آئے
طَآئِفَةٌ اُخْرٰى :دوسری جماعت	لَمْ يُصَلُّوْا :جس نے نماز نہیں پڑھی
فَلْيُصَلُّوْا:تو چاہیے کہ وہ نماز پڑھیں	مَعَكَ:آپ کے ساتھ
وَلْيَاْخُذُوْا :اور چاہیے کہ پکڑیں	حِذْرَهُمْ :اپنا بچاؤ
وَاَسْلِحَتَهُمْ:اور اپنے اسلحے	وَدَّ :چاہا
الَّذِيْنَ:ان لوگوں نے جنہوں نے	كَفَرُوْا :کفر کیا
لَوْ:(کہ) اگر	تَغْفُلُوْنَ :تم غافل ہوتے
عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ:اپنے اسلحوں سے	وَاَمْتِعَتِكُمْ :اور اپنے سامانوں سے
فَيَمِيْلُوْنَ :تو وہ پل پڑیں	عَلَيْكُمْ :تم پر
مَّيْلَةً وَّاحِدَةً: یکبارگی حملہ کرکے	وَلَا جُنَاحَ :اور کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہے

عَلَيْكُمْ: تم پر	اِنْ: اگر
كَانَ: ہو	بِكُمْ: تم کو
اَذًى: کوئی تکلیف	مِّنْ مَّطَرٍ: بارش سے
اَوْ: یا	كُنْتُمْ: تم ہو
مَّرْضٰٓى: مریض	اَنْ: کہ
تَضَعُوْٓا: تم رکھ دو	اَسْلِحَتَكُمْ: اپنے اسلحوں کو
وَخُذُوْا: اور پکڑو	حِذْرَكُمْ: اپنا بچاؤ
اِنَّ: یقیناً	اللّٰهَ: اللہ نے
اَعَدَّ: تیار کیا ہے	لِلْكٰفِرِيْنَ: کافروں کے لیے
عَذَابًا مُّهِيْنًا: ایک رسوا کرنے والا عذاب	فَاِذَا: پھر جب
قَضَيْتُمُ: تم پورا کرو	الصَّلٰوةَ: نماز کو
فَاذْكُرُوا: تو تم یاد کرو	اللّٰهَ: اللہ کو
قِيٰمًا: کھڑے ہوئے	وَّقُعُوْدًا: اور بیٹھے ہوئے
وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ: اور اپنی کروٹوں پر	فَاِذَا: پھر جب
اطْمَاْنَنْتُمْ: تم مطمئن ہو	فَاَقِيْمُوا: تو تم قائم کرو
الصَّلٰوةَ: نماز کو	اِنَّ: بے شک
الصَّلٰوةَ: نماز	كَانَتْ: ہے
عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ: مؤمنوں پر	كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا: مقرر وقت پر فرض
وَلَا تَهِنُوْا: اور تم سست مت ہو	فِى ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ: اس قوم کی جستجو میں
اِنْ: اگر	تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ: تکلیف اٹھایا کرتے ہو تم
فَاِنَّهُمْ: تو وہ لوگ (بھی)	يَاْلَمُوْنَ: تکلیف اٹھاتے ہیں
كَمَا: اس کی مانند جیسی	تَاْلَمُوْنَ: تم تکلیف اٹھاتے ہو
وَتَرْجُوْنَ: اور تم امید رکھتے ہو	مِنَ اللّٰهِ: اللہ سے
مَا: اس کی، جس کی	لَا يَرْجُوْنَ: وہ امید نہیں رکھتے
وَكَانَ: اور ہے	اللّٰهُ: اللہ
عَلِيْمًا: جاننے والا	حَكِيْمًا: حکمت والا

نوٹ: ان آیات میں قصر نماز اور صلوٰۃِ خوف کا بیان ہے جن کی تفصیل خاصی طویل ہے۔ ان کو مستند تفاسیر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہاں ہم صرف اہم نکات بیان کریں گے۔ واضح رہے کہ یہ پورا نوٹ تفہیم القرآن سے ماخوذ ہے۔

(۱) آیت ۱۰۱ میں ﴿اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ کے فقرے سے خیال آتا ہے کہ قصر کا حکم صرف خوف کے سفر کے لیے ہے۔ حضرت عمرؓ نے یہی خیال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا تو آپؐ نے فرمایا: ''یہ قصر کی اجازت ایک انعام ہے جو اللہ نے تمہیں بخشا ہے۔ لہٰذا اس کے انعام کو قبول کرو''۔ یہ بات قریب قریب تواتر سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے امن اور خوف دونوں حالتوں کے سفر میں قصر فرمایا ہے۔

(۲) زمانۂ امن کے سفر میں قصر یہ ہے کہ جن اوقات کی نماز میں چار رکعتیں فرض ہیں ان میں دو رکعتیں پڑھی جائیں اور حالت جنگ میں قصر کے لیے کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ جنگی حالات جس طرح اجازت دیں نماز پڑھی جائے۔ اگر حالات زیادہ پرخطر ہوں تو نماز کو مؤخر کیا جاسکتا ہے جیسا کہ جنگ خندق کے موقع پر ہوا۔

(۳) رسول اللہ ﷺ سفر میں فجر کی سنتوں اور عشاء کے وتر کا التزام فرماتے تھے، مگر باقی اوقات میں صرف فرض پڑھتے تھے۔ البتہ نفل نماز جب موقع ملتا تھا پڑھ لیا کرتے تھے۔ اسی بنا پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے لوگوں کو سفر میں فجر کے سوا دوسرے اوقات کی سنتیں پڑھنے سے منع کیا ہے۔ لیکن اکثر علماء سنتیں پڑھنے اور نہ پڑھنے، دونوں کو جائز قرار دیتے ہیں اور اسے بندے کے اختیار پر چھوڑ دیتے ہیں۔ فقہ حنفی کے مطابق مسافر جب راستہ طے کر رہا ہو تو سنتیں نہ پڑھنا افضل ہے اور جب کسی جگہ قیام کر لے تو پڑھنا افضل ہے۔

(۴) امام ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک ۴۸ میل (۷۷ کلومیٹر) یا اس سے زیادہ طویل سفر میں قصر کیا جائے گا۔ امام مالک ؒ کے نزدیک ۴۵ میل (۷۲ء۴ کلومیٹر)، حضرت انسؓ کے نزدیک ۱۵ میل (۲۴ کلومیٹر) کے سفر میں قصر کرنا جائز ہے۔

(۵) سفر میں کسی جگہ ۱۵ دن یا اس سے زیادہ قیام کی نیت ہو تو پھر پوری نماز ادا کرنی ہوگی۔ یہ امام ابوحنیفہ ؒ کی رائے ہے۔ امام احمد ؒ چار دن، جبکہ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ چار دن سے زیادہ کے ارادۂ قیام پر قصر کو جائز نہیں سمجھتے۔ نبی ﷺ سے اس باب میں کوئی صریح حکم مروی نہیں ہے۔

❁❁❁

دعوت رجوع الی القرآن کی اساسی دستاویز

ڈاکٹر اسرار احمد ؒ کی مقبولِ عام تالیف

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

اشاعت خاص: 40 روپے اشاعت عام: 25 روپے